(١١)

# حقوق العباد

ابو عبدالله

(جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں)

نام کتاب: حقوق العباد

تالیف: ابوعبداللہ

اشاعت اول: 2024، (1445ھ)

..............................................

قرآن وسنت کومن وعن بیان کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے لیکن انسان کی کاوش خطا سے پاک نہیں۔اسلئے کہیں بھی کوئی بات قرآن وسنت سے عدم مطابقت پرنظر آئے تو ہمیں مطلع کریں، اگر واقعتاً ایسا ہی ہوا تو ہم انشاءاللہ فوراًرجوع کریں گے۔اللہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔(آمین)

**نوٹ:** چونکہ اس مسودہ کی پروف ریڈنگ ابھی پوری طرح سے نہیں ہوسکی لہٰذا الفاظی غلطیوں کیلئے پیشگی معذرت

..............................................

# فہرست

☆ تحریر کا مقصد/ترتیب........................................3

باب۱: حقوق العباد۔ایک مشکل امتحان........................................5

باب۲: حقوق العباد کا اجمالی خاکہ........................................14

باب۳: عدل وانصاف........................................29

☆ حق کی تلاش میں: بطورنمونہ چند مشہور تصانیف سے استفادہ کی لسٹ..........42

☆ ہماری دعوت........................................43

☆ ہماری اہم تحاریر........................................44

✪✪✪✪✪

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على سيد الانبياء**

**و المرسلين و على آله و صحبه اجمعين اما بعد!**

## تحریر کا مقصد/ترتیب

فی زمانہ مسلمان پورے دین کی بجائے جزوی دین اور چند ظواہر پر عمل پیرا ہیں، جبکہ اخروی فلاح کیلئے جزوی دین کی بجائے پورے دین پر عمل پیرا ہونا ناگزیر ہے۔ پورا دین دو بڑے حصوں پر مشتمل ہے یعنی: حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق العباد پر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے، تاہم یہ تحریر درج ذیل دو وجوہات کی بنیاد پر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی:

(۱)۔ عام طور پر صرف ایک پہلو بیان کیا جاتا ہے، والدین کے حقوق بیان ہوں گے تو اولاد کے نہیں، مہمان کے بیان ہوں گے تو میزبان کے نہیں..... اس تحریر میں دونوں پہلوؤں کا خیال رکھا گیا ہے، تاکہ پوری بات سامنے آسکے۔

(۲)۔ عموماً ضروری و بنیادی ذمہ داریوں پر زور دینے کی بجائے بہت سی دیگر چیزیں بھی بیان ہو جاتی ہیں جسکا نتیجہ نافہمی، طوالت اور حقوق کی عدم پاسداری کی صورت میں نکلتا ہے۔ اختصار کے ساتھ وہ ذمہ داریاں جنہیں ادا کیے بغیر ہم سرخرو نہیں ہو سکتے، اجمالاً بیان کرنا اس تحریر کا بنیادی مقصد ہے۔

تحریر کی ترتیب: حقوق العباد کے حوالے سے یہ تحریر درج ذیل تین بنیادی حصوں میں ترتیب دی گئی ہے:

(1)۔ حقوق العباد کا التزام، حقوق اللہ کی نسبت ایک مشکل امر

(2)۔ حقوق العباد کا اجمالی خاکہ

(3)۔ عدل وانصاف کی اہمیت اور بے عدلی کی سنگینی

قابل غور! عموماً کچھ لوگ اخلاقیات کو نظر انداز کر کے محض عبادات پر ہی سارا زور دے دیتے ہیں، لیکن کچھ لوگ اخلاقیات کی اہمیت اتنی بڑھا دیتے ہیں کہ عبادات پس پشت ڈل جاتی ہیں۔جبکہ نجات دونوں کو ملحوظ رکھنے میں ہے۔دونوں کی الگ الگ اپنی اپنی اہمیت ہے۔لہٰذا ان دونوں میں توازن برقرار رہنا چاہئے۔

یاد رکھیں! اللہ کی مخلوقات کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک اللہ کے نزدیک انتہائی پسندیدہ عمل ہے ۔مخلوق خدا کی خدمت کی بنا پر مخلوق سے نکلنے والی دعائیں اللہ کے قرب کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔لہٰذا عبادات کے ساتھ ساتھ محض اللہ کی رضا کی خاطر اس عظیم سعادت کو پانے کا بھی پختہ عہد کریں تا کہ دنیا وآخرت دونوں سوکھی ہو جائیں۔

۞۞۞۞۞

باب ا

# حقوق العباد۔ایک مشکل امتحان

انسان کوانسان کی حاجت: یہ دنیا اللہ نے اسباب کے تحت ڈیزائن کی ہے۔ یہاں انسان اکیلا نہیں رہ سکتا۔اسباب کی اس دنیا میں ایک کو دوسرے کی حاجت ہے۔مصائب وآلام کی یہ زندگی باہمی تعاون کے بغیر نہیں گزر سکتی۔اسلئے خالق کائنات نے انسان کو رشتوں کے بندھن میں باندھ کر حقوق العباد کے حوالے سے اخلاقی احکامات کا پابند کیا ہے۔لہٰذا دین عقائد ونظریات،عبادات اور اخلاقیات ومعاملات پر مشتمل ہے۔عام طور پر صرف عبادات کو ہی کُل دین سمجھا جاتا ہے جبکہ عبادات دین کا ایک ضروری حصہ ہیں نہ کہ کُل دین۔اخلاقیات ومعاملات دین کا بہت بڑا حصہ ہے جسے نظر انداز کر کے نجات کی امید رکھنا محض خام خیالی ہے۔دین کے ادھورے تصور سے دنیا وآخرت دونوں کا نقصان ہوا ہے۔اخلاقی بگاڑ کی وجہ سے معاشرتی سطح پر بڑے بُرے اثرات مرتب ہوئے ہیں جو اسلام کی بدنامی کا باعث بنے ہیں۔دنیا میں ایک ارب سے زائد مسلمان ہونے کے باوجود بھی عزت نام کی کوئی چیز ان کے پلے نہیں۔اسلئے معاملے کی نزاکت کو سمجھنے اور فوراً تائب ہوتے ہوئے عبادات کے ساتھ ساتھ اخلاقیات ومعاملات کا التزام بھی انتہائی ضروری ہے۔تین ابواب پر مشتمل یہ تحریر اسی کاوش کی ایک کڑی ہے۔حقوق العباد کو ملحوظ رکھنا،حقوق اللہ کی نسبت زیادہ مشکل امر ہے،اس باب میں اسی حقیقت کو واضح کیا جائے گا تا کہ معاملے کی نوعیت کو جان کر اسکے التزام کی فکر کی جا سکے۔

## امتحان کی نوعیت

عبادات یعنی نماز روزہ کا اہتمام تو نسبتاً آسان جبکہ اخلاقیات ومعاملات میں خالق کے احکامات کو ملحوظ رکھنا بہت مشکل کام ہے۔نماز روزہ،لباس،ٹوپی پگڑی پہننا تو آسان ہے لیکن زندگی کے نشیب

وفراز میں عدل و انصاف پر قائم رہنا بہت مشکل کام ہے۔شرم و حیاء کوملحوظ رکھنا، عہدو پیمان کی پاسداری کرنا، جھوٹ، غلط بیانی،غیبت ، حسد، خیانت سے بچنا...... آسان نہیں۔اخلاقیات و معاملات کاتعلق چونکہ ہمارے دنیوی مفادات سے ہےاورانسان لالچی ہےاسلیئے اس حوالے سے وہ انصاف نہیں کر پاتا۔اپنے حقوق کا تو تحفظ کرتا ہےلیکن دوسروں کے حقوق کی پروانہیں کرتا۔اپنے مفادات کیلیئےتو حریص ہےلیکن دوسروں کیلیئےنہیں۔یہ تو چاہتا ہے کہ اسکی حق تلفی نہ ہولیکن دوسروں کی حق تلفی کرنے سے بازنہیں آتا۔افسوس کہ یہ طرزِعمل ان مذہبی لوگوں کا بھی ہے جوعبادات یعنی نماز روزے کے پابند ہیں۔ایسی عبادات کا کیا فائدہ؟ وہ مسلمان کیسا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسروں کی حق تلفی ہو۔ارشادنبویﷺ ہے:

''مسلمان وہ ہےجسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(مشکوٰۃ:33،ترمذی،نسائی)

یعنی جس سے دوسرے محفوظ نہیں وہ مسلمان کیسا.....!بہت فکر کی ضرورت ہے۔

<u>زبان کا قابو:</u> اخلاقیات و معاملات کا یہ مشکل امتحان دوشکلوں میں ہوتا ہے یعنی 'زبان' اور 'عمل' سے۔عمل پر قابو پانا تو نسبتاً آسان ہے،لیکن زبان کو قابو کرنا بہت مشکل کام ہے۔بات کو سمجھنے کیلیئے درج ذیل فرامین پرغور فرمائیں:

﴿ وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾(بنی اسرائیل۔17،آیت:53)

''اورمیرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں سے ایسی بات کریں جواحسن ہو۔''

یعنی بات کرتے ہوئے زبان سے اچھی بات نکالنے کاحکم دیا گیا ہے۔

نبی کریمﷺ نے فرمایا:

☆ ''جوشخص مجھےاپنی زبان اورشرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسکے لئے جنت کی ضمانت دیتاہوں''(متفق علیہ)

☆ ''آدمی جب صبح سوکر اٹھتا ہےتو اسکے سارے اعضاء زبان سے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرتی رہنا کہ ہمارامدار تجھی پر ہے۔تو سیدھی رہی تو ہم بھی سکون

سے رہیں گے۔ اگر تو ہی لڑکھڑا گئی تو ہماری بھی کمبختی ہے۔'' (جامع ترمذی)

صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جس (یعنی زبان) کے ذریعے ہم کلام کرتے ہیں اسکے متعلق بھی کیا پوچھ ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''لوگ جو دوزخ میں اوندھے منہ گرائے جائیں گے وہ اس زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی ہی تو ہے۔'' (جامع ترمذی)

امید ہے بات سمجھ آ چکی ہوگی کہ زبان کو قابو کرنا کس قدر ضروری ہے۔ زبان کے ذریعے درج شکلوں میں لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے:

جھوٹ، بدکلامی، گالی گلوچ، غیبت، چغلی، بہتان تراشی، عیب، طعنہ زنی، تمسخر، لعنت...... وغیرہ

اپنی خرابیاں: دوسروں کے شر سے بچنے کے ساتھ ساتھ اپنے محاسبے کی فکر کی بہت ضرورت ہے۔ انسان کے اپنے نفس کی خرابیاں اس وقت سامنے آتی ہیں جب حالات ناموافق ہو جائیں۔ جب ناحق فائدہ مل رہا ہو۔ جب اپنے یا اپنے قریبی عزیز کے مفادات پر زَد پڑے۔ کسی کی طرف سے نقصان یا تکلیف پہنچے........ ان حالات میں بڑے بڑے پرہیزگار بھی بے عدلی پر اُتر آتے ہیں۔ ایسے مشکل حالات میں دیانتداری، عدل وانصاف اور سچائی پر قائم رہنا بہت ہمت کا کام ہے۔ حقیقی ایمان کی پرکھ انہیں مواقع پر ہوتی ہے۔ پختہ ایمان اور رب کے رُوبرُو پیشی کا خوف ہی ایسے مشکل حالات میں عدل و انصاف اور سچائی پر قائم رہنے کا موجب بنتا ہے۔

سب سے زیادہ فکر! جیسا کہ واضح ہو چکا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، دین کی دعوت، ٹوپی، پگڑی، لباس...... کا اہتمام تو معمول کا حصہ بن ہی جاتا ہے لیکن وہ سب سے مشکل چیز جس کی بابت انسان ناکام رہتا ہے وہ: لوگوں کے بارے میں بے عدلی سے بچنا ہے بالخصوص ناموافق حالات میں۔ لوگوں کی بابت اپنی زبان کو (غیبت، الزام، بہتان تراشی سے) قابو میں رکھنا انتہائی مشکل کام ہے۔ بالخصوص جب حالات ناموافق ہو جائیں تو بڑے بڑے دین دار بے صبری اور بے عدلی پر اُتر آتے ہیں۔ جب معاملہ پیسے روپے جائیداد اور مفادات کا ہو تو انسان کا وضو قائم نہیں رہ پاتا۔ جب

مفادات پر زد پڑے اس وقت صبر پر رہنا مشکل ترین کام ہے۔لہٰذا لوگوں کے حوالے سے اپنی زبان کو قابو رکھنے، بے صبری، بے عدلی، غیبت، الزام، بہتان تراشی سے بچانے کی بھرپور فکر و محنت کی ضرورت ہے۔

## پامالی کی وجوہات

اخلاقیات و معاملات کی پامالی کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱)۔علمی ناآگہی: اخلاقیات و معاملات کی عدم پاسداری کی قباحت سے علمی آگاہی نہ ہونا اس ضمن میں غفلت کی ایک بڑی وجہ ہے۔ہم عبادات کو تو دین سمجھتے ہیں لیکن اخلاقیات و معاملات کو دین کی بجائے دنیاداری خیال کرتے ہیں۔اسلئے انہیں ملحوظ رکھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔

(۲)۔حرص و لالچ: انسان چونکہ حریص ہے، وہ صرف اپنا فائدہ چاہتا ہے۔اسلئے اسکے لینے اور دینے کے اصول مختلف ہوجاتے ہیں۔

(۳)۔محض دنیاداری نبھانا: تیسری بڑی وجہ رضائے الٰہی اور اخروی فلاح کو ملحوظ رکھنے کی بجائے محض دنیاداری کی خاطر تعلقات رکھنا۔

## (۱)۔علمی آگاہی

حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو بھی ملحوظ رکھنا کس قدر ضروری ہے اور اسکا لحاظ نہ رکھنا کس قدر ہلاکت کا باعث ہے اس سے آگاہی کیلئے دیکھئے باب ۳۔

## (۲)۔حرص و لالچ

اخلاقیات و معاملات کی پامالی کی اگلی بڑی وجہ انسان کا حرص و لالچ ہے۔اس ضمن میں اللہ کی رضا، اخروی پکڑ اور تباہی و بربادی کے خوف سے صبر اختیار کرتے ہوئے دیانتداری کا دامن تھامنے کی ضرورت ہے۔صبر اختیار کرتے ہوئے نبی رحمت ﷺ کے اس سنہری اصول کو اپنا لیا جائے کہ:

”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اپنے مسلمان بھائی کیلئے

وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(بخاری، کتاب الایمان، رقم:13)

یعنی لینے اور دینے کا معیار ایک ہو جائے۔ دوران تقسیم اچھی چیز خود رکھ لینا اور ناقص دوسروں کو دے دینا مسلمانی نہیں۔ اگر ہمیں خود نقصان سے بچنا پسند ہے تو دوسروں کیلئے بھی یہی خواہش ہونی چاہیے۔ اخروی فلاح پیش نظر ہوتے ہی انشاء اللہ صبر نصیب ہو جائے گا اور حرص و لالچ پر قابو آ جائے گا۔

## (۳)۔ محض دنیا داری نبھانا

پامالی کی تیسری بڑی وجہ رضائے الٰہی اور اخروی فلاح کو ملحوظ رکھنے کی بجائے محض دنیاداری کی خاطر تعلقات نبھانا ہے۔ اس ضمن میں یہ انتہائی اہم بات ملحوظ رہے کہ:

''دنیاداری کی نیت سے کسی کا کتنا ہی فائدہ کر لیا جائے پھر بھی وہ خوش نہیں ہو پاتا، گلے شکوے نہیں جاتے۔ کہیں ایک جگہ بھی اونچ نیچ ہو جائے تو سب کیا کرایا بے کار ہو جاتا ہے۔ لیکن جب لوگوں کے ساتھ تعلقات اللہ کی رضامندی یا اخروی فلاح کی خاطر ہوں گے تو انشاء اللہ ایسی نوبت نہیں آئے گی۔ لوگوں کا فائدہ جب اللہ کو راضی کرنے اور اپنی آخرت بچانے کی غرض سے کریں گے تو شکوے شکائتوں کی نوبت نہیں آئے گی۔ صبر نصیب ہوگا اور معاملات دیانتداری پر آ جائیں گے۔ کسی سے فائدہ ہو یا نقصان، عدل و انصاف کا دامن نہیں چھوٹے گا۔''

## اخلاقی پامالی کی مختلف شکلیں اور محاسبہ

اصلاح کیلئے اخلاقیات و معاملات کی پامالی کی مختلف شکلیں ملاحظہ کریں اور اصلاح کی فکر کریں جن میں امت مسلمہ عبادات اختیار کر کے بھی عموماً گرفتار نظر آتی ہے:

(ا)۔ اخلاقی پامالی کی سب سے بڑی شکل اللہ کے ساتھ ''شرک'' اور پیارے رسول ﷺ کی ''سنت'' کی پاسداری کی بجائے ''بدعات'' اختیار کرنا ہے۔ افسوس کہ کلمہ گو مسلمان اس دلدل میں پھنس چکے ہیں۔

(۲)۔ دینی اور دنیاوی معاملات میں جھوٹ اور خیانت کا ارتکاب۔حالانکہ اس جرم پر لعنت فرمائی گئی ہے۔

(۳)۔ حق تلفی وناانصافی: اسکی درج ذیل مختلف شکلیں ہیں:

جائیداد، زمین، مکان ،مال، جان، عزت وغیرہ میں حق تلفی کرنا، قتل کرنا، کسی پر جادو کرنا، زیادتی کرنا، کسی کے حقوق ادا نہ کرنا، کسی سے بدکاری کرنا، بداخلاقی سے پیش آنا، گالی گلوچ کرنا، لوگوں کو تکلیف دینا انکی دل آزاری کرنا۔بے عزتی کرنا، بدعہدی کرنا، قرض واپس نہ کرنا، بہتان لگانا، غیبت کرنا، حد سے تجاوز کرنا، ،ملاوٹ کرنا، کم تولنا، عہدہ و اختیارات کے غلط استعمال کے ذریعے ملک وقوم کی حق تلفی کرنا، ہمسائیوں سے ناروا سلوک، اسلام کی بجائے فرقوں کے احیاء کی غرض سے قرآن وسنت کی تحریف کرنا، دین کی خدمت کے نام پر دوسرے فرقوں کی مساجد پر قبضہ.... حالانکہ کوئی چیز اگر کافر کی ملکیت ہوتو اسے بھی ہتھیانے کا حق نہیں، وراثت ہتھیانہ بالخصوص خواتین کو انکا حق نہ دینا، سودا سلف لیتے یا بل جمع کراتے ہوئے قطار توڑ کر دوسروں کی حق تلفی کرنا، خود اچھی چیز رکھنا دوسروں کو گھٹیا دینا......وغیرہ

(۴)۔ شرم وحیاء: تمام راستے اور رخنے جو بدکاری کا سبب بن سکتے ہیں ان سے اجتناب کرنا۔نظر کی حفاظت اور اختلاط سے بچنا۔

(۵)۔ رزق حرام: مال کی محبت کے ہاتھوں ہماری ہلاکت کی صورت حال کچھ یوں ہے:

عائد شدہ ذمہ داری پوری نہ کرنا۔ڈیوٹی ٹھیک نہ کرنا۔وقت پورا نہ دینا۔دوسروں کو ان کا حق دینے کی بجائے ان کا حق چھیننا۔فائدہ لیتے ہوئے یہ نہ دیکھنا کہ یہ ہمارا حق ہے بھی یا نہیں۔سرکاری اشیاء کو ناحق ذاتی استعمال میں لانا، ناپ تول میں کمی کرنا، ملاوٹ، دھوکہ دہی، جھوٹی قسموں کے ذریعے خرید وفروخت، ناجائز منافع، مزدور کو پوری اجرت نہ دینا، ذخیرہ اندوزی سے غریب عوام کا استحصال........وغیرہ۔رزق حرام کے متعلق بطور عبرت آپ ﷺ کا حج جیسے پُر مشقت کام کیلئے روانہ ہونے والے شخص کی بابت فیصلہ سن

لیں:

"(وہ شخص جو) جو لمبا سفر طے کر کے آتا ہے، اس کے بال پراگندہ ہیں، جسم خاک آلود ہے، وہ آسمان کی جانب اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے اور یارب! یارب! پکارتا ہے تو اسکی دعا کیسے قبول ہو جبکہ اس کا کھانا حرام سے، پینا حرام سے، اسکا لباس حرام سے اور اسکی غذا حرام سے ہے۔" (مشکوۃ کتاب البیوع:2760، مسلم)

مذہب تو جان و مال کی قربانی کا تقاضا کرتا ہے لیکن الا ماشاء اللہ مذہبی رہنماؤں کی اکثریت کی صورت حال یہ ہے کہ مذہب کے ذریعے مال، جائیدادیں، گاڑیاں .... بنا کر اللہ کی پکڑ کے مستحق ہو رہے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے یوں رہنمائی فرمائی:

"کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے پیغمبر داؤد (علیہ اسلام) اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔" (بخاری کتاب البیوع)

(۶)۔ منافقت: دنیوی مفادات کی خاطر ہمارے اندر اور باہر میں بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ بات بات پر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ ہمارے اندر کوئی اور بات ہوتی ہے جبکہ زبان پر کوئی اور۔ زبان سے کسی کو ہاں کہہ رہے ہوتے ہیں لیکن اندر نہ ہوتی ہے۔ ان حالات میں ہم اللہ کے پسندیدہ کیسے ہو سکتے ہیں۔؟

(۷)۔ صفائی اور نظم وضبط: صفائی و پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا گیا اسکے باوجود بھی:

صفائی ستھرائی، ڈسپلن، نظم و تنظیم کا خیال نہ رکھنا، اپنا کوڑا کرکٹ دوسروں کے گھروں کے آگے پھینکنا، چونکہ کوئی دیکھ نہیں رہا ہوتا اسلئے پبلک ٹائلٹس وغیرہ کے استعمال کے بعد صفائی کا خیال نہ رکھنا، پانی بہا کر اپنی ذمہ داری پوری نہ کرنا، مساجد کے واش روم میں غسل کے شیمپو کی پڑیا وغیرہ پھینک دینا، مسواک کرنے کے بعد اسے ٹوٹیوں پر پھینک کر گندگی ڈالنا، ڈسٹ بن کے استعمال کی بجائے راستوں گلیوں اور چوکوں میں فاضل اشیاء پھینکنا، اے ٹی ایم مشین سے رقم نکلوا کر پرچیاں ڈسٹ بن میں نہ ڈالنا............وغیرہ

افسوس کہ ان سب غلاظتوں میں ڈوب کر بھی ہم کہیں کہ ہم حقیقیاً مسلمان ہیں اور محض عبادات اورظاہر کی درستگی کی بنا پر اس زعم میں مبتلا رہیں کہ ہم ہی جنت کے وارث ہیں...... باعث حیرت ہے۔!

## آج کا مذہبی مسلمان

جیسا کہ پہلے بھی واضح ہو چکا کہ دین کے جزوی تصور کی بنا پر آج کے مذہبی مسلمان بدترین اخلاقی زوال کا شکار ہیں۔نماز روزہ،ٹوپی پگڑی اور لباس کے اہتمام کے باوجود بھی ناانصافی وحق تلفی سے باز نہیں آتے۔ پیسے روپے، جائداد اور دیگر دنیوی مفادات میں بے عدلی، بددیانتی،قتل،حسد، دوسروں کی عزت پامال کرنے، رزق حرام کمانے کھانے، ڈیوٹی ٹھیک نہ کرنے،امانت میں خیانت کرنے،، وراثت ہڑپ کرنے (بالخصوص خواتین کی)، بداخلاقی کرنے، ملاوٹ کرنے،دھوکہ دینے، ناپ تول میں کمی کرنے سے باز نہیں آتے۔لہٰذا زمین و جائیداد، مکان، پیسہ وغیرہ کے معاملات خواہ بھائی، بہن رشتے داروں یا کسی اور کے ساتھ ہوں، انہیں زبانی کلامی طے کرنے کی بجائے گواہوں کی موجودگی میں انکا لازمی تحریری معاہدہ کیا جائے ورنہ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے،جیسا کہ پروردگار نے اہل ایمان کو حکم دیا:

﴿يَـآ يُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْٓا اِذَا تَـدَايَنْتُمْ بِـدَيْـنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ﴾ (البقرہ:282:2)

''اے ایمان والو جب لین دین کرو تم ادھار کا کسی میعاد معین کیلئے تو اسے لکھ لیا کرو''

جب تک اس اہم رہنمائی پر عمل نہیں کریں گے لوگوں بالخصوص مذہبی لبادے میں ملبوس مسلمانوں کے شر سے بچ نہیں پائیں گے۔

## عظیم ترین اخلاقی ہدایت

پروردگار نے باہمی تعلقات کے حسن کیلئے عظیم ترین اخلاقی ہدایت یوں فرمائی:

﴿وَلاَ تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلاَ السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِـالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ

بَیۡنَکَ وَبَیۡنَهٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ﴿۳۴﴾ (حم السجدہ:41:آیت:34)

''نیکی اور بدی برابر نہیں، برائی کا بدلہ بھلائی سے دو، پھر وہی جس کے اور تمھارے مابین دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔''

یہ مشکل ترین کام ہے جو بڑے نصیب والوں کا حصہ ہے۔یعنی جو بُرا کرے اسکے ساتھ بھی اچھا کرنا، زیادتی کا بدلہ عفو کے ساتھ، غضب کا صبر کے ساتھ دینا احسان ہے۔اگر عفو و درگزر، چشم پوشی اور حلم و برداشت کو اپنا لیا جائے تو تعلقات کو چار چاند لگ جائیں۔دور رہنے والے قریب ہو جائیں، دوست دشمن بن جائیں۔اگر تعلقات میں اللہ کی رضا اور اخروی فلاح پیش نظر رہے تو اس مشکل ترین کام کی توفیق بھی مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عبادات کے ساتھ ساتھ ہمارے اخلاقیات و معاملات کی بھی اصلاح فرمائے،ہمیں حرص و لالچ اور حق تلفی سے بچ کر عدل و انصاف پر قائم رہ کر زندگی بسر کرنے، وقتی فائدوں کی بجائے ابدی فائدوں پر نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

۞۞۞۞۞

باب۲

# حقوق العباد کا اجمالی خاکہ

حقوق العباد کے ضمن میں ابتدائی معلومات کے بعد اس باب میں بندوں کے حقوق اجمالاً بیان کئے جائیں گے تا کہ طوالت سے بچا جا سکے۔ حقوق العباد بھی دراصل اللہ ہی کے حقوق ہیں جو اس نے بندوں کے ضمن میں اخلاقیات و معاملات کے حوالے سے عائد کئے ہیں تا کہ نظامِ زندگی مستحکم و منظّم انداز سے چل سکے اور فطرت کے مقاصد کی تکمیل ہو۔ جس دنیا میں اللہ نے ہمیں بھیجا ہے یہاں انسان اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اسباب کی اس دنیا میں ایک کو دوسرے کی حاجت ہے۔ مصائب و آلام کی یہ زندگی باہمی تعاون کے بغیر نہیں گزر سکتی۔ اسلئے خالق کائنات نے انسان کو رشتوں کے ساتھ جوڑ کر حقوق العباد کے حوالے سے اخلاقی احکامات کا پابند کیا ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل دو پہلو بہت اہمیت کے حامل ہیں:

(۱)۔ جس طرح عبادات: نماز روزہ وغیرہ کی پابندی لازمی ہے، اسی طرح اخلاقیات و معاملات کی پاسداری بھی ضروری ہے۔ آج کا مسلمان نماز روزہ، ذکر اذکار کو تو دین سمجھتا ہے لیکن حقوق العباد کو نہیں۔ یاد رکھیں ان دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا اور دوسرے سے غفلت برتنا اللہ کی نافرمانی کی راہ ہے۔

(۲)۔ نماز روزہ، ذکر اذکار کرنا تو پھر بھی آسان ہے لیکن مخلوق کے حقوق کی پاسداری بہت مشکل کام ہے۔ اسلئے بہت سنجیدگی کی ضرورت ہے تا کہ مخلوق کا بھلا ہو، زندگی کا پہیہ چل سکے، اللہ راضی ہو اور ہم نجات یافتہ ہو سکیں۔

# بنیادی حق

حقوق العباد کے حوالے سے ہم بہت کچھ کریں یا نہ کریں لیکن بنیادی حق کو لازماً ملحوظ رکھنا ہے۔

بنیادی حق: (۱)۔جان، (۲)۔مال اور (۳)۔عزت میں حق تلفی سے بچنا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک مسلمان کی عزت، اسکا مال اور اسکا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔''

(ترمذی البر والصلۃ: 1927، بخاری ومسلم)

پس دوسروں کی جان، مال اور عزت میں حق تلفی سے بچنا بنیادی تقاضا ہے۔لوگوں کا سب سے بڑا حق یہی ہے کہ دوسروں کی جان مال اور عزت کے حوالے سے انسان شر کا باعث بننے سے بچ جائے۔جو اس بنیادی حق کو ملحوظ رکھنے میں ناکام ہو گیا وہ خسارے والا ہو گیا۔

حقوق العباد کی پاسداری کا نسخہ: جیسا کہ بیان ہو چکا، حقوق العباد میں پاس ہونا بہت ہی مشکل کام ہے۔اس میں ناکامی کی دو بڑی وجوہات ہیں: (۱)۔انسان کا اپنا حرص و لالچ اور (۲)۔دوسروں کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف اور نقصانات۔

جب تک کسی سے فائدہ ملتا رہے تعلقات درست رہتے ہیں، لیکن جونہی فائدہ رکا یا نقصان کا اندیشہ ہوا تو دوستی دشمنی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔انصاف اور لحاظ جاتا رہتا ہے۔عام بُرے انسانوں سے تو ہر قسم کی تکلیف: بدکلامی، بغض وعداوت، غیبت، حق تلفی، ظلم وزیادتی، چوری ڈاکے، قتل وغارت..... کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔جبکہ رشتے دار اور قریبی دوست احباب (جو دین سے دور ہیں) ان سے ذمے داریوں کے التزام اور حقوق کی ادائیگی میں غفلت سمیت ''حسد'' کی بنا پر انسان ظلم وزیادتی کا نشانہ بن سکتا ہے۔وہی انسان تکلیف کا ذریعہ بنتے ہیں، جن سے تعلق ہوتا ہے اور جو دنیادار ہوتے ہیں، اللہ سے دور ہوتے ہیں۔یعنی لوگوں سے تعلق جتنا زیادہ گہرا ہوگا، اسی قدر زیادہ تکلیف کا باعث بنے گا۔دیگر لوگوں کی نسبت رشتے داروں اور دوست احباب سے تعلق چونکہ زیادہ ہوتا ہے، اسلئے عموماً حسد (Jealousy) بغض، کینہ اور غیبت کی بنا پر ان سے نقصان کا اندیشہ بھی

زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ: جائیداد، وراثت، لین دین، رشتوں ناطوں میں کمی بیشی..... لڑائی جھگڑوں تک لے جاتی ہے، بلکہ نوبت قتل وغارت تک پہنچ جاتی ہے۔

لہٰذا اس خطرناک صورتِ حال سے بچت اور حقوق العباد میں سرخروئی صرف دو وجوہات کے تحت ہی ممکن ہوسکتی ہے:

(ا)۔ بندوں کی رضا کی بجائے اللہ کی رضا مندی: عموماً لوگوں سے تعلقات محض دنیوی اغراض و مقاصد کے تحت ہی ہوتے ہیں۔ ہماری نظر اللہ کی رضا مندی کی بجائے محض لوگوں کو خوش کرنے پر ہوتی ہے۔ مفادات کی خاطر تعلقات اور دوستیاں نبھائی جاتی ہیں، حالانکہ دنیاداری کی نیت سے کسی کا کتنا ہی فائدہ کرلیا جائے پھر بھی وہ خوش نہیں ہوپاتا، گلے شکوے نہیں جاتے۔ کہیں ایک جگہ بھی اونچ نیچ ہوجائے تو سب کیا کرایا بے کار ہوجاتا ہے۔ لیکن جب لوگوں کے ساتھ تعلقات اللہ کی رضا مندی کی خاطر ہوں گے تو انشاء اللہ ایسی نوبت نہیں آئے گی۔

(۲)۔ اخروی نجات: مخلوق سے تعلق کی غایت جب اللہ کی رضا کے ساتھ ساتھ دوزخ کی آگ سے بچاؤ اور اللہ کی عظیم نعمتوں یعنی جنت کا حصول ہوگی تو انشاء اللہ حقوق العباد کی پاسداری آسان ہوجائے گی۔

جب تک ان دو باتوں کو سختی سے ملحوظ نہ رکھا جائے حقوق العباد کی پاسداری شاید ممکن نہ ہوسکے۔

## بنیادی اصول

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے بہت حقوق رکھے ہیں، لیکن اللہ و رسول ﷺ کی ناراضگی کے عوض بندوں سے تعاون قابل قبول نہیں۔ مثال کے طور پر لوگوں کی خاطر بلا عذر جماعت ترک کرنا.....، غلط رسم و رواج کو اپنانا وغیرہ۔ بندوں کی خیر خواہی دین کے تحت ہونی چاہیے۔ جس نے اللہ کے احکام کو پسِ پشت ڈال کر لوگوں کو خوش کیا وہ خسارے کی راہ پر چڑھ گیا:

''اے ایمان والو! (کہیں) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کردے اور جس نے بھی ایسا کیا تو وہ لوگ خسارہ پانے والے ہوگئے۔'' (المنافقون:9:63)

## اصولی رہنمائی

لوگوں کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے عمومی اعتبار سے بنیادی اور اصولی رہنمائی یوں فرمائی گئی:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ (النحل۔16، آیت:90)

''یقیناً اللہ تمھیں حکم دیتا ہے عدل اور احسان اور قرابت مندوں کو دیتے رہنے کا اور منع کرتا ہے تمھیں بے حیائی، برائی اور سرکشی (ظلم وزیادتی) سے، وہ نصیحت کرتا ہے تمھیں تاکہ تم یادرکھو۔''

فطرتِ انسانی کو جن فضائل کو اپنانے اور جن رذائل سے بچانے کی ضرورت ہے، یہاں اجمالی طور پر انکا احاطہ کردیا گیا ہے۔صرف اس ایک آیت کو سمجھ کر ٹھیک طرح عمل کرلیا جائے تو حقوق العباد کے ضمن میں سرخروئی ہوجائے۔اس حوالے سے عموماً کوئی بھی معاملہ ہو دوزخ کی آگ سے دامن بچانے کیلئے درج ذیل بنیادوں کو ملحوظ رکھنا لازم ہے:

۱۔سچائی، ۲۔عدل واحسان، ۳۔قرابت داری نبھانا (رشتے داری اور کفالت کی ذمہ داری)، ۴۔شرم وحیاء، ۵۔اچھائی، ۶۔انصاف اور دیانتداری

اور انکے متضاد سے بچنا یعنی:

۱۔جھوٹ، ۲۔ظلم و ناانصافی، ۳۔قرابت داری کو ملحوظ نہ رکھنا، ۴۔بے حیائی، ۵۔برائی، ۶۔سرکشی وزیادتی

<u>عدل وانصاف:</u> تمام اخلاقی تعلیمات عدل وانصاف کے تحت ہیں۔ہر چیز کو اسکی جگہ پر رکھنا، اپنا حق اپنے پاس اور جس کا جو حق بنتا اسے پوراپورا دینا عدل ہے۔معاشرے کے امن واستحکام کیلئے عدل و انصاف ناگزیر ہے۔انسان کا انسان پر سب سے بڑا حق یہی ہے کہ وہ کسی کی حق تلفی نہ کرے، کسی کو نقصان نہ پہنچائے، لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔حقوق العباد کے ضمن میں اگر کسی نے اس بات کا لحاظ رکھ لیا تو انشاءاللہ نجات پا گیا۔

<u>احسان:</u> احسان کی تین شکلیں:

(۱)۔حسنِ سلوک،عفوودرگزراور معاف کرنا،خیرخواہی کرنا،دوسروں کے لئے فائدہ مند بننا،

(۲)۔حسن خلق اورحسن عمل پیدا کرنا

(۳)۔تفضّل یعنی حقِ واجب سے زیادہ دینایا عملِ واجب سے زیادہ عمل کرنا۔جو برا کرے اسکے ساتھ بھی اچھا کرنا جو کہ انتہائی مشکل کام ہے اور یہ مقام بڑے نصیب والوں کو ملتا ہے۔احسان سے معاشرے میں خوشگواری واپنائیت اوراللہ کا خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے۔

قرآن وسنت میں حقوق العباد کے ضمن میں اوامر ونواہی پوری تفصیل سے بیان کردیے گئے ہیں:

<u>اوامر:</u> (۱)۔دعوتِ دین، (۲)۔حسن سلوک، (۳)۔کفالت کی ذمہ داری (۴)۔تحفظ جان (۵)۔تحفظ مال (۶)۔گواہی دینا (۷)۔ عہد و پیمان(تحریر و غیر تحریری) کی پاسداری، (۸)۔امانت کی حفاظت (۹)۔لین دین میں لینے اور دینے کا معیار ایک رکھنا، (۱۰)۔پاکیزگی،تعاون اوراعتدال....وغیرہ

<u>نواہی:</u> (۱)۔چوری،(۲)۔غیبت (۳)۔بدکاری،(۴)۔سود،(۵)۔بغض،(۶)۔بہتان ،(۷)۔دھوکہ وفریب،(۸)۔وعدہ خلافی ۔(۹)۔امانت میں خیانت ،(۱۰)۔ملاوٹ، (۱۱)۔بدظنّی،(۱۲)۔بخل وکنجوسی، (۱۳)۔اسراف۔(۱۴)۔لڑائی جھگڑا، (۱۵)۔ناحق قتل، (۱۶)جادوٹونا........وغیرہ

ان باتوں کوملحوظ رکھے بغیر ہم نہ تو حقیقی طور پر مسلمان کہلانے کے حقدار ہوسکتے ہیں اور نہ ہی اللہ کے ہاں سرخرو ہوسکتے ہیں۔

<u>اسلام کی خوبصورتی:</u> اسلام دین فطرت ہے۔باہمی تعلقات کے حوالے سے اسلام کی تعلیمات بڑی متوازن اوراحسن ہیں۔اسلام نے دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھا ہے۔اسلام ہر شخص سے اولین تقاضا تو یہی کرتا ہے کہ:

’’وہ اپنا بوجھ خود اٹھائے،کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے جیسا کہ فرمایا گیا:کسی سے

سوال کرنے سے بہتر ہے کہ لکڑیوں کا گٹھا پیٹھ پر لاد کر بیچا جائے:(بخاری کتاب الزکوٰۃ:1471)،لیکن دوسری طرف انسان سے یہ تقاضا بھی کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی حاجت کیلئے اس سے سوال کرے یا وہ خود کسی حاجت مند کو دیکھے تو بخل کرنے کی بجائے اپنی حیثیت کے مطابق خوش دلی سے اسکی مدد بھی کرے۔سبحان اللہ! یہ ایسی زبردست تعلیم ہے جو معاشرے کے استحکام کو چار چاند لگادے۔“

کم ازکم ضروری ہدف: دوسروں کے حقوق جاننے سے پہلے اپنے حوالے سے یہ بات سمجھ لی جائے کہ اگر میں اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہوں یا اخروی نجات کا خواہاں ہوں تو زندگی میں یہ کم ازکم ٹارگٹ ضرور ہونا چاہیے:

(۱)۔عدل وانصاف، (۲)۔بلوغت کے بعد دوسروں پر بوجھ بننے کی بجائے کم ازکم اپنا بوجھ خود اٹھانے کی بھرپور کاوش کرنا (الکاسب حبیب اللہ)، (۳)۔ضرورت مندوں کا خیال رکھنا، (۴)۔اگر کسی کا فائدہ نہ کرسکیں تو تکلیف کا باعث نہ بننے کی بھرپور کوشش کرنا، (۵)۔دوسروں کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر اختیار کرنا۔

حقوق العباد کے ضمن میں بنیادی واصولی باتوں کے بیان ہوجانے کے بعد اب اللہ کی توفیق سے ایک دوسرے پر عائد مزید حقوق کی تخصیص پیش خدمت ہیں۔لوگوں کے حقوق کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اللہ کی بندگی کرو اور کسی چیز کو اسکا ساجھی نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں، یتیموں، فقیروں، قرابت مند پڑوسی، اجنبی پڑوسی، ہم پہلو، مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی۔اسلئے کہ اللہ اترانے والوں اور شیخی بگاڑنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“(نساء:36:4)

دیگر دلائل کی روشنی میں حقوق العباد کی درجہ بندی یوں کی گئی ہے:

(1)۔اعزہ و اقربا، (2)۔یتامیٰ اور مساکین، (3)۔پڑوسی مسافر اور غلام، (4)۔مہمان و

میزبان، (5)۔اسلامی برادری، (6)۔غیر مسلم

**نوٹ:** باہمی تعلقات کے ضمن میں آغاز پر بیان کردہ اوامر ونواہی پر مشتمل بنیادی احکام کی پیروی تو سب پر لازم ہے، انکے علاوہ دیگر حقوق کی مزید تخصیص پیش خدمت ہے:

## (1)۔اعزہ واقربا

یہ تعلق رحم مادر کے اشتراک کی بنا پر ہے۔یہ خالق کی باندھی ہوئی گرہ ہے جسے توڑنا کسی طرح زیبا نہیں، خالق نے فرمایا:

''اور اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ تم ایک دوسرے کو دیتے ہو اور رشتے داروں کے بارے میں بھی خبردار رہو، بے شک اللہ تم پر نگران ہے۔'' (نساء:4:1)

آپ ﷺ نے فرمایا:

''رحم کا تعلق رحمٰن سے جڑا ہوا ہے، پس جو کوئی اپنے آپ کو اس سے جوڑتا ہے، اللہ نے فرمایا ہے کہ میں بھی اس کو اپنے آپ سے جوڑ لیتا ہوں اور جو کوئی اسے توڑتا ہے میں بھی اپنے آپ کو اس سے توڑ لیتا ہوں۔'' (بخاری، کتاب الادب، رقم:5988)

مزید فرمایا: ((**لا یدخل الجنة قاطع**)) (بخاری، رقم:5984)

''قطع رحمی کرنے والا کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔''

البقرہ آیت۔۲۷ میں بھی رشتے داروں سے قطع تعلقی سے منع کر دیا گیا ہے۔

<u>رحمی رشتے:</u> قرابت داری میں قرآن نے بالخصوص رحمی رشتوں کے لحاظ کا تقاضا کیا ہے۔رحمی رشتے: والدین، اولاد، بہن، بھائی، نانا نانی، دادا دادی، خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی، بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی وغیرہ ہیں۔مشکل مصیبت میں انکے کام آنا، انکی خبر گیری رکھنا، خوشی غمی میں شمولیت کرنا اور قطع تعلقی سے بچنا انکے اہم حقوق ہیں۔

**نوٹ:** اگر ان رشتوں کی بابت عائد کردہ حقوق کا لحاظ نہ رکھا جائے تو اسباب کی اس زندگی میں انسان کی بقا ممکن نہیں۔یعنی والدین اپنی اولاد کی پرورش نہ کریں، اولاد بوڑھے والدین کا سہارہ نہ

بنے ،میاں بیوی اپنی اپنی ذمہ داریوں سے دستبردار ہوجائیں....... اسی طرح دیگر رشتوں کا لحاظ نہ رکھا جائے تو زمین پر انسان کا رہنا ناممکن ہوجائے۔اس ضمن میں ایک اہم نکتے کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے کہ: شوشل میڈیا: موبائل،انٹرنیٹ،واٹس ایپ،انسٹاگرام،فیس بک ،یوٹیوب..... دورِ حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے جس سے باہمی تعلقات (Mutual Relations) بہت بُری طرح سے متاثر ہوئے ہیں۔میاں بیوی، بچے،دوست احباب..... لوگوں کا سارا وقت انہیں چیزوں نے چھین لیا ہے۔ایک دوسرے سے بات چیت،میل ملاپ.... کیلئے لوگوں کے پاس اب فرصت ہی نہیں رہی جس سے تعلقات میں فاصلے (Gaps) پیدا ہوگئے ہیں۔ بچے والدین سے دور، بیوی خاوند سے اور خاوند بیوی سے..... یہاں تک کہ معاملہ تعلقات کے انقطاع تک جا پہنچتا ہے۔اس فتنے سے بچنے کیلئے حقوق العباد کے ضمن میں سنگینی کی نوعیت جو قرآن وسنت میں بیان ہوئی (جسے اس تحریر میں بھی پیش کیا گیا) اسے ملحوظ رکھنے سے انشاءاللہ بچت کی سبیل پیدا ہوجائے گی۔

ترتیب: قرابت داری میں پہلا حق والدین اور بیوی بچوں کا اسکے بعد بہن بھائی پھر نانکے اور دادکے وغیرہ کا ہے۔اسی ترتیب کے تحت قرابت داری کیلئے صلہ رحمی (بنیادی ضروریات،مشکل مصیبت میں مدد،خوشی غمی میں شراکت وغیرہ) کا استحقاق ہے۔

## (i)۔والدین اور اولاد کے حقوق

انسانی بقا کیلئے والدین اور اولاد کا رشتہ تمام رشتوں میں سے سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

اولاد پر والدین کے حقوق: اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے رسول ﷺ کے بعد بندوں میں سے سب سے مقدم حق والدین کا ہی ہے:

(۱)۔ اللہ ورسول ﷺ کے بعد دیگر مخلوق میں سب سے زیادہ ادب واحترام،عزت اور حسن سلوک کرنا۔والدین اگر کافر ومشرک ہوں تب بھی دنیاوی معاملات میں حسن سلوک ہی کرنا۔(۲)۔انکی خبر رکھنا،ضروریاتِ زندگی کا خیال رکھنا، بالخصوص جب بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو خدمت میں شفقت و انکساری سے پیش آنا، نہ جھڑکنا، نہ اف تک کہنا بلکہ نرمی سے بات کرنا۔انکی زیادتیوں پر بھی درگزر

کرنا۔ دنیاوآخرت کی بہتری کیلیئے لئے دعا کرنا۔(۳)۔انکی وصیت یااقرار کو پورا کرنا، وراثت کا حق دینا۔ انکے تعلق والے رشتوں کا لحاظ رکھنا اور انکے دوستوں کا احترام کرنا۔(۴)۔ان کا ہر حکم جو دین کے خلاف نہ ہو حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کرنا۔

تفصیل کیلیئے دیکھئے: [بنی اسرائیل: 17:23-24، عنکبوت: 29:8، احقاف: 46:15، لقمان: 31:14-15]

افسوس کہ اکثریت والدین کے حوالے سے اپنی ان ذمہ داریوں کو بھول چکی ہے۔

والدین پر اولاد کے حقوق:

(۱)۔ رزقِ حلال سے اولاد کی کفالت و پرورش کرنا، (۲)۔ دین کی تعلیمات کے تحت اچھی تربیت اور کردار سازی کرنا(۳)۔ اولاد کی دنیا و آخرت کی بہتری کیلیئے دعا کرنا، (۴)۔ اولاد کے مابین مساوات کو برقرار رکھنا، (۵)۔کل مال و جائیداد کا کم ازکم دو تہائی اولاد کیلیئے ترکہ چھوڑ دینا اور اولاد کو حقِ وراثت دینا۔

## (ii)۔خاونداور بیوی کے حقوق

انسانی بقا کیلیئے میاں بیوی کا رشتہ قائم رہنا انتہائی ضروری ہے، اسلیئے دونوں اطراف میں میاں بیوی کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سختی سے ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔

میاں بیوی کے حقوق کی بابت آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

> ''عورتوں پر تمھارا حق ہے اور تم پر بھی ان کے حقوق ہیں۔تمھارا حق تو یہ ہے کہ تمھارے ناپسندیدہ کسی شخص کو وہ نہ تھارا بستر پامال کرنے دیں، نہ تمھارے گھر میں آنے کی اجازت دیں۔سنو! اور ان کا حق یہ کہ (اپنی استطاعت کے مطابق) انہیں اچھے سے اچھا کھلاؤ اور اچھے سے اچھا پلاؤ۔'' (ابن ماجہ، کتاب النکاح: 1851، سندہ حسن)

بیوی پر خاوند کے حقوق: بیوی کا اصل مقام گھرداری نبھانا ہے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کون سی عورت بہتر ہے، فرمایا:

''وہ جو اپنے خاوند کو خوش کر دے جب اسکا (خاوند) اسے دیکھے، اور جب وہ اسے حکم دے تو اسکی اطاعت کرے اور اپنے مال و جان میں ایسا کام نہ کرے جو اسکے (خاوند) کو ناپسند ہو۔'' (نسائی، کتاب النکاح: 3231)

خوش کرنے کا باعث وہی عورت بنے گی جو اپنی اور گھر کی پاکیزگی اور صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنے والی ہوگی۔ بہر کیف بیوی پر درج ذیل حقوق ہیں:

(۱)۔خاندان چھوٹی سی ریاست ہے جسکا سربراہ مرد کو بنایا گیا ہے، مرد کی یہ برتری عورت کو تسلیم کرنا ضروری ہے (نساء: 34:4)، (۲)۔شوہر کیلئے مخلص ہونا، دین کے تحت خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری، وفاداری اور شوہر کو راضی رکھنے کی ہر ممکن کاوش کرنا، (۳)۔عفت وعصمت اور شوہر کے رازوں کی حفاظت کرنا (نساء: 34:4)، گھر کی حفاظت، گھر داری میں تعاون، شوہر کی اجازت کے بغیر کسی غیر محرم کو گھر میں داخل نہ ہونے دینا، (۴)۔خاوند کی خوشی کیلئے وسائل اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے پاکیزگی اور زیب و زینت کا خیال رکھنا، (۵)۔شوہر کی کمائی کو خرچ کرتے ہوئے اسکی مرضی کا دھیان رکھنا، شکر گزاری کا رویہ اپنانا، حق وراثت دینا۔

ان باتوں کا خیال نہ رکھنے والی بیویاں اپنے انجام کی بابت ڈر جائیں۔ جس عورت نے اس حال میں وفات پائی کہ اس نے (ناحق) اپنے شوہر کو ناراض رکھا تھا وہ اللہ کے عذاب کی مستحق ہوگی۔

<u>خاوند پر بیوی کے حقوق:</u> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔'' (ترمذی، الرضاع، رقم: 1162)

(۱)۔پہلی فرصت میں حق مہر ادا کرنا، حسب استطاعت نان ونفقہ سمیت دیگر اخراجات کیلئے معاشی ذمہ داریاں اٹھانا، ()۔حکم چلا کر غلام بنانے کی بجائے گھر داری سمیت دیگر امور میں ہر ممکن تعاون کرنا، (۲)۔حتی الامکان برداشت اور عفو و درگزر سے کام لینا، حسن سلوک کرنا۔ شرعی حدود کی پاسداری کی تلقین کرنا، (۳)۔ناحق ظلم و زیادتی اور طلاق سے گریز کرنا، بدکاری پر سزا دینا اور جب بدکاری سے پلٹ آئیں تو پھر خواہ مخواہ الزام تراشی سے باز رہنا (نساء: 34:4)، (۴)۔اسے نہ غلام

نہ بنایا جائے اور نہ محض ناپسند ہونے کی بنا پر تنگ کیا جائے (نساء:19:4)۔

## (iii)۔بہن بھائیوں کے حقوق

والدین اور بیوی بچوں کے بعد قرابت داری میں سب سے زیادہ حق بہن بھائیوں کا ہے:

(۱)۔صلہ رحمی : بنیادی ضروریات میں حسبِ توفیق تعاون، مشکل مصیبت میں مدد، خوشی غمی میں شراکت، قطع تعلقی سے بچنا (۲)۔حقِ وراثت دینا، (۳)۔والدین کی عدم سرپرستی میں نابالغ بہن بھائیوں کی کفالت کی ذمہ داری بھی حسب ضرورت صاحب حیثیت میں سے ایک دوسرے پر عائد ہو جاتی ہے۔

ناراضگی کی بڑی وجہ: قرابت داری میں ناراضگی کی ایک بڑی وجہ باہم رشتے نہ کرنا بنتی ہے۔اس ضمن میں اگر آپ ﷺ کی رہنمائی کو ملحوظ رکھ لیا جائے تو فائدہ ہو جائے، فرمایا:

''اپنے نطفوں کیلئے نیک عورت کا انتخاب کرو اور اپنے اکفا والوں میں نکاح کرو''

(ابن ماجہ، باب نکاح، رقم:1968)

'اکفا' جمع ہے 'کفو' کی جسکا معنیٰ ہے برابری ،یعنی لڑکا لڑکی میں جتنی زیادہ برابری (دین، تعلیم ،ماحول، رہن سہن، علاقہ ،امارت وغیرہ میں) ہوگی اتنا ہی کامیاب رشتہ ہوگا۔

## (2)۔یتامیٰ اور فقرا و مساکین

قرابت داری کے بعد یتیموں اور مسکینوں یعنی فقیروں کا حق ہے۔وہ لوگ جو سرپرست سے محروم ہو جائیں یا بنیادی ضروریات سے محروم ہو جائیں ان کے بڑے حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''پر وہ نہیں چڑھا گھاٹی اور تم کیا جانو وہ گھاٹی کیا ہے؟ (یہی کہ) گردن چھڑائی جائے اور بھوک کے دن کسی قرابت مند یتیم یا کسی خاک آلود مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔'' (البلد:90:11-16)

''اس میں شبہ نہیں کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ کی بھڑکتی آگ میں پڑیں گے۔'' (النسا:10:4)

دلائل کی روشنی میں یتامیٰ اور مساکین کے درج ذیل حقوق ہیں:

(۱)۔فراخدلی سے بنیادی ضروریات کا لحاظ بالخصوص کھانا کھلانے کا اہتمام، (۳)۔ ممکن ہوتو کفالت کرنا، (۲)۔یتیموں کے مال کی انکے بلوغت تک نگہداشت وحفاظت،(۴)۔قدراورعزت افزائی۔

فقیروں،مسکینوں اورمحتاجوں کے حوالے سے درج ذیل فقرے یادرکھنے کے قابل ہیں:

''کبھی سڑک پرگھسٹ کر بھیک مانگتے ہوئے فقیر یا کسی دوسرے محتاج کو دیکھ کرتصور کریں کہ یہ دراصل میں تھا۔پھر مجھے اللہ نے اس حالت سے نجات دے دی۔اب وہ مجھے آزما رہا ہے کہ میں محتاجوں کے ساتھ کیارویہ اختیار کرتا ہوں۔''

(حقوق العباد:27: پیام دوست:www.pyamedost.org)

## (3)۔ پڑوسی مسافراورغلام

اسلام کے اقدامات کی وجہ سے غلامی کے تصور کا تو خاتمہ ہو چکا ہے۔پڑوسی اور مسافرکو بھی الگ سے مقام دیا گیا ہے۔پڑوسی کے تین درجات ہیں:

(۱)۔قرابت مند پڑوسی (الجارذی القربیٰ): یعنی جو رشتہ دار بھی ہو اور ہمسائیہ بھی،دوسرے پڑوسیوں کے مقابلے میں تو یہ زیادہ حق دار ہیں۔(۲)۔غیرقرابت مند پڑوسی (الجارالجنب) اور (۳)۔سفروحضر کا ساتھی یا ہم نشین (الصاحب بالجنب): یعنی جس کے ساتھ کچھ وقت گزر جائے اسکا مقام بھی عام لوگوں سے زیادہ ہو جاتا ہے۔پڑوسیوں کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

☆ ''اللہ کی قسم وہ مومن نہیں،اللہ کی قسم وہ مومن نہیں،اللہ کی قسم وہ مومن نہ ہوگا۔لوگوں نے پوچھا کون یارسول اللہ ﷺ،فرمایا: جس کا پڑوسی اسکی شرارتوں سے محفوظ نہیں''

(بخاری،کتاب الادب،رقم:6016)

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جبرائیل نے مجھے پڑوسی کے حقوق کی اس قدرتا کید کی کہ مجھے خیال ہوا یہ تو عنقریب اسے وراثت میں حق دار بنا دیں

گے۔‘‘(بخاری، کتاب الادب، رقم:6016)

☆ ’’سالن بناؤ تو اس میں پانی بڑھا دواور اس سے اپنے ہمسائیوں کی خبر گیری کرتے رہو۔‘‘(مسلم، رقم:6688)

پڑوسیوں کا بنیادی حق تو ان کیلئے تکلیف کا باعث بننے سے ہر ممکن بچنا ہے، تاہم مزید یہ کہ: (۱)۔گاہے بگاہے کھانا بھیجنا (بالخصوص جب پڑوسی کی معاشی حالت کمزور ہو تو پھر زیادہ خیال کرنا ضروری ہے)، (۲)۔بنیادی ضروریات کا خیال، پریشانی میں دلجوئی، بیماری میں عیادت کرنا، (۳)۔عزت واحترام دینا (بخاری:6019)، (۴)۔جنازے میں شرکت کرنا۔

## (4)۔مہمان نوازی کے آداب وحدود

اس ضمن میں بھی اسلام نے دونوں طرف (مہمان اور میزبان) کا خیال رکھا ہے تا کہ نظامِ زندگی چلتا رہے۔اسلام کی تعلیمات کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے مہمان اور میزبان دونوں متاثر ہوئے ہیں۔حدود وقیود کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے اب مہمان نوازی کا خاتمہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔بات کو سمجھنے کیلئے نبی کریم کی ﷺ تعلیمات ملاحظہ کریں، آپ ﷺ نے فرمایا:

’’جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اسکا حق ادا کرے۔صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اسکا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن اور رات (اچھی مہمانی) اور مہمان نوازی (کی حد) تین دن ہے اور جو اسکے علاوہ ہو وہ صدقہ ہے۔‘‘(بخاری کتاب الادب:6135)

’’کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے پاس اتنا زیادہ ٹھرے کہ اسے گنہگار کردے۔صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس کو گنہگار کیسے کرے گا؟ فرمایا: اس کے پاس ٹھرا رہے اور اس کے پاس کوئی چیز باقی نہ رہے جس کے ساتھ وہ اسکی مہمان نوازی کر سکے۔‘‘(مسلم:1726)

یعنی خندہ پیشانی کے ساتھ ایک دن اور ایک رات (اپنی حیثیت کے مطابق) عمدہ کھانے کا اہتمام،

مزید دو دن معمول یا اس سے بہتر کے مطابق کھانا پلانا۔اسکے بعد مہمان کو خود خیال کرتے ہوئے رخصت ہو جانا چاہیے۔لیکن اگر رہنے کی مجبوری ہو اور میزبان کے ہاں سہولت ہو تو برداشت پر بہت اجر ہوگا۔تاہم تین دن کے بعد میزبان پر مہمان نوازی کی ذمہ داری نہیں بلکہ صدقہ ہوگا۔

## (5)۔اسلامی برادری

باقی ماندہ اہل اسلام عام لوگوں کے حوالے سے اسلام کی درج ذیل تعلیمات ہیں:

اوامر: (ا)۔اللہ کی رضا کی خاطر محبت، (۲)۔ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے پیار، (۲)۔دوسروں کی طرف سے کمی بیشی پر حتی الامکان صبر، (۳)۔مشکل مصیبت میں کام آنے کی بھر پور کوشش کرنا، (۴)۔کوئی سوال کرے تو حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کرنا، (۵)۔اپنا مفاد لیتے ہوئے دوسروں کے مفاد کا بھی خیال رکھنا، (٦)۔ پردہ پوشی کرنا، (۷)۔بیمار کی عیادت کرنا، (۸)۔دشمن کے ساتھ بھی عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا،

نواہی: (ا)۔کسی کو ناحق نقصان پہنچانا،حق تلفی کرنا، (۲)۔ احسان جتلانا (البقرہ:2:264)، (۳)۔بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا:(النور::27)، (۴)۔بغیر تحقیق سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا(الحجرات:12,6:49)،(۵)۔حسب ونسب پر فخر کرنا ،دوسروں کو حقیر جاننا اور ان کا مذاق اڑانا۔ہم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور برتری کا معیار تقویٰ ہے(الحجرات:13,11:49)، (٦)۔تکلف اختیار کرنا یعنی تصنع و بناوٹ اور اسراف و تبذیر کرنا(ص::86)۔

دیگر آداب: (ا)۔سلام کے ذریعے ملاقات کرنا،سلام کو پھیلانا اور عام کرنا، (۲)۔کھانا کھلانے کی ترغیب، (۳)۔رحمت وشفقت اور اچھے اخلاق، (۴)۔دوسروں کو اپنے سے بہتر سمجھنا، (۵)۔عفوو درگزر، (٦)۔جنازہ پڑھنا، (۷)۔چھینک کا جواب دینا، (۸)۔دعوت کو قبول کرنا(فی زمانہ ہر چیز میں بگاڑ آچکا ہے۔ جہاں دعوت میں شمولیت سے اللہ کی نافرمانی اور دین کا نقصان ہو وہاں نہ جانا بہتر ہے۔اسلام کا مقصد مصیبت میں مبتلا کرنا نہیں اسلئے اپنے علاقے یا محلے کی بجائے دور دراز کے

علاقوں میں شمولیت ضروری نہیں بلکہ مستحب ہی ہوگی۔واللہ اعلم)،(۹)۔مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دینا،(۱۰)۔قرض کا معاملہ لکھنا، لینے والا لازمی اسے واپس کرے یا معاف کرائے۔قرض میں مہلت دینا اور معاف کرنا عظیم اجر کا باعث ہے۔

## (6)۔غیر مسلم

☆ عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا ، ☆ جان، مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کرنا۔

حقوق العباد کے حوالے سے ان تمام چیزوں کو ملحوظ رکھنے کے بعد ہی ہم حقیقی طور پر مسلمان کہلوانے کے حقدار ہوسکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی خاطر اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اپنی مخلوق کے حقوق کی پاسداری کی بھی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

۞۞۞۞۞

باب ۳

# عدل وانصاف

عدل وانصاف وہ انتہائی ضروری پیمانہ ہے جس پر کائنات کا نظام رواں دواں ہے۔ یہ وہ تقاضا ہے جس کی ہدایت انسان کے من میں اسکی تخلیق کے ساتھ ہی ودیعت کردی گئی ہے۔ تمام اخلاقی اقدار کی بنیاد عدل وانصاف پر ہی رکھی گئی ہے۔ انسانیت کو اسی پیمانے پر آزمایا جارہا ہے کہ کون عدل پر کاربند رہتا ہے اور کون ظلم پر۔ جس کی زندگی عدل وانصاف سے خالی ہے وہ ہر خیر سے محروم ہے۔ عدل و انصاف کی مذکورہ انتہائی اہمیت کے پیش نظر اس ضمن میں ضروری معلومات قلمبند کی گئی ہیں تا کہ اسے ہر ممکن ملحوظ رکھ کر زندگی بسر کرنے کی ہمت اور جذبہ پیدا ہوسکے۔

<u>آج کا مذہبی مسلمان:</u> جیسا کہ پہلے بھی واضح کردیا گیا کہ دین کے جزوی تصور کی بنا پر آج کا مذہبی مسلمان نماز پڑھتا، روزے رکھتا، ٹوپی پگڑی سمیت لباس کا اہتمام کرتا تو نظر آئے گا لیکن پیسے روپے، جائداد اور دیگر دنیوی مفادات میں بے عدلی، بددیانتی کرے گا، دوسروں کی حق تلفی کرے گا۔ قتل کرنا، حسد کرنا، دوسروں کی عزت پامال کرنا، رزق حرام کمانا کھانا، ڈیوٹی ٹھیک نہ کرنا، امانت میں خیانت کرنا،، وراثت ہڑپ کرنا، بداخلاقی کرنا، ملاوٹ کرنا، کم تولنا، دھوکہ دینا...... آج مسلمانوں کا شیوہ بن چکا ہے۔ ایسے نمازیوں اور روزہ داروں کا کیا انجام ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ کوئی سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں بلکہ) میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو بروز قیامت نماز روزے اور زکوۃ کے ساتھ آئے گا لیکن وہ اس حال میں آئے گا کہ کسی کو اس نے گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان تراشی کی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ چنانچہ ان تمام مظلومین کو اسکی

نیکیاں بانٹ دی جائیں گی۔اگر اسکی نیکیاں ختم ہوگئیں قبل اس کے کہ اسکے ذمے (ابھی) دوسروں کے حقوق واجب الادا ہوں،تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔" (مسلم،البر واصلہ،رقم:2581)

معلوم ہوا عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات کو سنجیدہ لینا بھی انتہائی ضروری ہے۔اگر معاملات بے عدلی پر ہوئے تو ٹوپی، پگڑی اور نمازیں کسی کام نہ آئیں گی۔

سب سے زیادہ فکر! جیسا کہ واضح ہو چکا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، دین کی دعوت،ٹوپی، پگڑی، لباس...... کا اہتمام تو معمول کا حصہ بن ہی جاتا ہے،لیکن وہ سب سے مشکل چیز جس کی بابت انسان ناکام رہتا ہے وہ: لوگوں کے بارے میں بے عدلی سے بچنا ہے بالخصوص ناموافق حالات میں۔لوگوں کی بابت اپنی زبان کو (غیبت،الزام، بہتان تراشی سے ) قابو میں رکھنا انتہائی مشکل کام ہے۔بالخصوص جب حالات ناموافق ہو جائیں تو بڑے بڑے دین دار بے صبری اور بے عدلی پر اُتر آتے ہیں۔جب معاملہ پیسے روپے جائیداد اور مفادات کا ہو تو انسان کا وضو قائم نہیں رہ پاتا۔جب مفادات پر زد پڑے اس وقت صبر پر رہنا مشکل ترین کام ہے۔لہٰذا لوگوں کے حوالے سے اپنی زبان کو قابو رکھنے، بے صبری، بے عدلی،غیبت، الزام، بہتان تراشی سے بچانے کی بھرپور فکر و محنت کی ضرورت ہے۔

عدل کا معنی: عدل کا مطلب برابری اور انصاف ہے۔یعنی ہر چیز کو اس کی جگہ یا مقام پر رکھنے کا نام عدل ہے۔عدل کا متضاد ظلم ہے جس کا مطلب ناانصافی یا حق تلفی ہے۔عدل و انصاف پر کاربند رہنے والا عادل اور اسکے برعکس پر عمل پیرا ہونے والا ظالم کہلاتا ہے۔

ظلم کرنے کی وجہ: حرص و لالچ، دنیوی مفادات، بغیر تحقیق سنی سنائی باتوں پر کان دھرنا ظلم کرنے کی بنیادی وجوہات ہیں۔ظالم دوسروں کا حق غصب کرتا ہے جس کی دردناک سزا اسے لازمی بھگتنا پڑے گی۔

## بے عدلی یعنی ظلم کی شکلیں

خالق کے حوالے سے: اس ضمن میں ظلم کی شکل 'شرک' ہے جو سب سے بڑا ظلم ہے۔یعنی اللہ کی ذات، صفات اور حقوق میں مخلوق کو شریک کرنا۔

مخلوق کے حوالے سے: اس ضمن میں بے عدلی کی کچھ شکلیں تو براہ راست (Directly) ہیں اور کچھ بلواسطہ (Indirectly) بےعدلی میں آتی ہیں۔

براہ راست (Directly): یہ ناانصافی کی بنیادی شکلیں ہیں جن سے ہر صورت دور رہنا ہے:

(۱)۔ناحق جان لینا، (۲)۔ناحق مال کھانا، (۳)۔عزت و آبرو کو پامال کرنا، (۴)۔اشیاء میں حق تلفی جیسے: زمین، جائیداد، مکان، ثمرات، جانور وغیرہ۔ وراثت ہتھیانہ بالخصوص خواتین کو انکا حق نہ دینا۔ دین کی خدمت کے نام پر دوسرے فرقوں کی مساجد پر قبضہ کرنا، (۵)۔جادو کرنا، (۶)۔عہدہ واختیارات کے غلط استعمال کے ذریعے ملک وقوم کی حق تلفی کرنا۔

بلواسطہ (Indirectly): بے حیائی و بدکاری کا ارتکاب کرنا، حقوق سلب کرنا، بداخلاقی سے پیش آنا، گالی گلوچ کرنا، خیانت کرنا، بہتان لگانا، غیبت کے ذریعے عزت پامال کرنا، حد سے تجاوز کرنا، ،ملاوٹ کرنا، کم تولنا، سودا سلف لیتے یا بل جمع کراتے ہوئے قطار توڑ کر دوسروں کی حق تلفی کرنا، خود اچھی چیز رکھنا دوسروں کو گھٹیا دینا......وغیرہ

ظلم کے نقصانات: انفرادی اور اجتماعی عدم استحکام، فساد، خونریزی، فتنہ بدامنی، رب کی ناراضگی اور اخروی خسارہ۔

عدل وانصاف کے ثمرات: انفرادی اور اجتماعی سطح پر استحکام، خوشحالی، امن وسکون، رب کی رضا اور ابدی جنت۔

مظلوم سے پوچھئے: عدل وانصاف کی کیا اہمیت ہے؟ یہ تو کسی مظلوم سے پوچھئے جسکی حق تلفی ہوئی ہو۔مظلوم سے پوچھئے کہ ظالموں کو دوزخ میں عبرتناک سزا ملنی چاہئے یا نہیں۔ظالم اپنے آپ کو مظلوم کی جگہ پر رکھ کر دیکھے گا تو اسے سمجھ آئے گی کہ ظلم کتنا شدید گھناؤنا جرم ہے۔

یاد رکھیں: نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، ٹوپی، پگڑی، ڈاڑھی، جبہ کبہ پہننا بہت آسان کام ہے لیکن عدل و انصاف، رزق حلال پر قائم رہنا بہت مشکل کام ہے۔اسلئے اسکی طرف بھرپور توجہ کی ضرورت ہے۔ پختہ عزم وارادہ کی ضرورت ہے تاکہ ظلم وناانصافی سے دامن بچایا جاسکے۔

# قرآن وسنت سے ہدایت

اس تمہیدی گفتگو کے بعد اب ہم عدل وانصاف اور اسکے متضاد یعنی ظلم کی مختلف شکلوں (براہ راست اور بلواسطہ) کی بابت قرآن وسنت میں موجود ہدایت سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

## براہ راست (Direct) احکامات

عدل واحسان کا حکم: اللہ کا حکم ہے کہ زندگی عدل واحسان پر ہونی چاہیے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ ﴾ (النحل۔16:90)

''یقیناً اللہ تمھیں حکم دیتا ہے عدل اور احسان کا''

دیگر دلائل کی روشنی میں عدل کرنا تو فرض ہے۔عدل سے نیچے ظلم اور اسکے اوپر احسان ہے۔انسانیت سے یہ تقاضا کیا گیا ہے کہ عدل کے ساتھ ساتھ احسان بھی کیا جائے چہ جائے کہ بے عدلی کے ذریعے لوگوں کا ضروری حق بھی غصب کرلیا جائے۔

ہرصورت عدل وانصاف: پروردگار نے ہرصورت عدل وانصاف پر کاربند رہنے کا حکم دیا:

﴿وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى﴾ (انعام:6:آیت:152)

''اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو عدل پر مبنی ہو اگر چہ وہ تمھارا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔''

یہ ایمان کا مشکل ترین امتحان ہے کہ قرابت داری میں بھی اللہ کے حکم کو دیکھا جائے۔افسوس کہ ہم تو معمولی تعلقات کی بنیاد پر دوسروں کی حق تلفی کرنے سے باز نہیں آتے۔تو اسکا تباہ کن انجام تو ہوگا۔

منصف سے محبت: خالق نے انصاف پر کاربند رہنے کا حکم دیا اور منصف سے محبت فرمائی:

﴿وَاَقْسِطُوا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَo﴾ (الحجرات:49:آیت:9)

''اور انصاف کرو یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

یعنی جو انصاف سے کام نہیں لیتے وہ اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔جو اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہوگیا اس کے پلے کیا رہ گیا؟

<u>ظالموں کی فریادرسی نہ ہوگی:</u> بروز قیامت ظالموں کی فریادرسی نہ کی جائے گی:

﴿ وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَنَاجِرِ كٰظِمِيۡنَ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ ۝﴾ (المومن:40: آیت:18)

''اور انہیں قریب آنے والے دن سے ڈرادو جبکہ دل غم سے بھر کر گلوں کو آرہے ہوں گے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی سفارشی جس کی بات قبول کی جائے۔''

عارضی حقیر فوائد کی خاطر دوسروں کی حق تلفی کرنا کیا عقلمندی ہے؟

<u>ظلم کا انجام:</u> ظلم کا انجام دوزخ کی آگ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا وَ سَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا ۝﴾ (النساء:4: آیت:10)

''جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب وہ ڈالے جائیں گے دوزخ کی بھڑکتی آگ میں۔''

معاملہ یتیم کا ناحق مال ہڑپ کرنے کا ہو یا کسی اور کا اسکا انجام دوزخ کی آگ ہے۔

<u>ناحق قتل:</u> شرک کے بعد سب سے بڑا ظلم کسی کی ناحق جان لینا ہے جو مذہب واخلاق کی رو سے بدترین ظلم ہے:

﴿ مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِكَ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًاۢ بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا وَ مَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا ۝﴾ (المائدہ:5: آیت:32)

''اسی سبب سے لکھ دیا تھا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور سبب سے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک انسان کو بچایا، اس نے گویا تمام انسانوں کو بچالیا۔''

اس بدترین حق تلفی کی اخروی سزا ابدی جہنم ہے:

﴿ وَ مَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡھَا وَ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ لَعَنَہٗ وَ اَعَدَّلَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًاo﴾ (النساء:4:آیت:93)

''اور جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اسکی سزا جہنم ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب اور اسکی لعنت ہوئی اور اسکے لئے اس نے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

افسوس کہ اتنی سخت ترین سزا بیان ہو جانے کے باوجود بھی آج مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ اس ضمن میں تفصیلی رہنمائی کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (امت مسلمہ کا اخلاقی زوال)

<u>ناپ تول:</u> ناپ تول میں کمی بھی حق تلفی کی ایک بڑی شکل ہے۔ اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿اَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِیۡنَ o وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ o وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَھُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَo﴾

(شعراء:26:آیت:181-183)

''تم پورا ناپو اور کسی کو کم نہ دو اور صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔''

یہ وہ جرم ہے جس سے معیشت اور معاشرت کا پورا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، اسلئے اس کی سخت ترین سزا سنائی گئی:

﴿وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ o الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَo وَاِذَا کَالُوۡھُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡھُمۡ یُخۡسِرُوۡنَo اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ o لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ o یَوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِیۡ سِجِّیۡنٍ o﴾ (مطففین:83:آیت:1-7)

''تباہی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کیلئے، وہ لوگ کہ جب لیتے ہیں ناپ تول کر دوسرے لوگوں سے تو پورا پورا لیتے ہیں، اور جب ناپتے ہیں انکے لئے یا تول کر دیتے

ہیں انہیں تو کم دیتے ہیں۔کیا ذرا بھی خیال نہیں کرتے یہ لوگ کہ بیشک وہ اٹھائے جانے والے ہیں ایک عظیم دن کی (پیشی) کیلئے ، وہ دن کہ کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے حضور۔ ہرگز نہیں بلاشبہ اعمال نامہ ہوگا بدکاروں کا سجین میں۔"

کیا اب بھی ہم اس جرم سے بچنے کا عہد نہیں کریں گے؟

مسلمان کون؟: وہ مسلمان کیسا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسروں کی حق تلفی ہو۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

(مشکوٰۃ:33،ترمذی،نسائی)

یعنی جس سے دوسرے محفوظ نہیں وہ مسلمان کیسا.....!بہت فکر کی ضرورت ہے۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اسکی خیانت کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے بے سہارہ چھوڑتا ہے۔ایک مسلمان کی عزت، اسکا مال اور اسکا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔"(ترمذی البر والصلۃ:1927، بخاری و مسلم)

افسوس کہ آج مسلمان دوسرے مسلمانوں کی عزت، مال اور جان کے درپے ہوگئے ہیں۔ان حالات میں مسلمانی کیسی؟

عبرتناک سزا: رسول اللہ ﷺ نے خبردار کیا:

"جس نے زمین کا ایک بالشت حصہ بھی ظلم سے ہتھیالیا،توبروز قیامت سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔"(بخاری:رقم:3198)

زمین کی طرح کوئی اور چیز بھی ناحق دبائی تو وہ طوق بن جائے گی۔کیا ہمیں مرنا نہیں؟

ظلم اندھیروں کا باعث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ظلم کرنے سے بچو اسلئے کہ ظلم قیامت والے دن اندھیروں کا باعث ہوگا۔"

(مسلم البر والصلہ والادب،رقم:2582)

وہاں اندھیرے ہوگئے تو کیا بنے گا.....؟

عام لوگ تو درکنار: عام لوگ تو درکنار حق تلفی، خیانت تو (بالفرض) صحابہ کرامؓ بھی کریں تو وبال سے نہ بچ سکیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں تم میں سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ چلا رہی ہو یا اسکی گردن پر گھوڑ الدا ہوا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے کہ: یا رسول اللہ میری مدد فرمایئے لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمھاری کوئی مدد نہیں کرسکتا، میں تو اللہ کا پیغام تمھیں پہنچا چکا تھا۔'' (بخاری، کتاب الجھاد:3073)

کیا اب بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں گی......؟

وراثت ہتھیانہ: رسول اللہ ﷺ نے خبردار کیا:

''جو شخص وارث کو میراث سے محروم کردے گا تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسکو جنت کی میراث سے محروم کردے گا۔'' (ابن ماجہ، باب: وراثت میں ظلم:2703)

مزید یہ کہ 'وراثت' کو اللہ نے قرآن میں اپنی حدیں قرار دے کر ظلم سے بچنے کی تنبیہ فرمائی۔لیکن افسوس کہ ہمیں وراثت کی بابت بھی خدا کا خوف نہیں رہا۔

ظالم کی پکڑ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا۔' 'پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے، جب وہ بستیوں والوں کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظالم ہوتی ہیں، یقیناً اسکی پکڑ نہایت دردناک اور شدید ہے۔'' (بخاری باب التفسیر، رقم:4686، مسلم)

مظلوم کی بددعا: آپ ﷺ نے فرمایا:

''مظلوم کی بد دعا سے بچنا، اسلئے کہ اسکی بد دعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ

نہیں۔‘‘ (بخاری الزکوۃ، رقم:1395، مسلم)

<u>حق تلفی سے ڈر جائیں:</u> رسول اللہ ﷺ نے انتہائی خوفناک خبر دی:

’’جس نے کسی مسلمان آدمی کا حق قسم کے ذریعے سے قطع کرلیا (ناحق لے لیا) یقیناً اللہ نے اس پر جہنم کی آگ واجب اور جنت حرام فرما دی۔ ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول چاہے وہ تھوڑی سی چیز ہو؟ فرمایا: اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی ہو۔‘‘

(مسلم، الایمان، رقم:137)

<u>بیت المال میں ناجائز تصرف:</u> آپ ﷺ نے فرمایا:

’’بلاشبہ کچھ لوگ اللہ کے مال (بیت المال) میں ناجائز تصرف کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کیلئے بروز قیامت جہنم کی آگ ہے۔‘‘ (بخاری فرض الخمس، رقم:3118)

قومی خزانے میں ناجائز تصرف پوری قوم کی حق تلفی ہے۔ وقتی فائدے کی خاطر ابدی تباہی مول لینا کیا عقلمندی ہے؟

## بالواسطہ (Indirect) بے عدلی کی شکلیں

<u>پاک دامن عورتوں پر تہمت:</u> تہمت کے ذریعے عزت و آبرو کی حق تلفی کی بابت آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ o﴾ (نور:24: آیت:23)

’’جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت پر لعنت کی گئی اور انکے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔‘‘

<u>غیبت:</u> کسی کی عدم موجودگی میں اس کے متعلق ایسی بات یعنی برائی بیان کرنا جو اس کے سامنے کہی جائے تو وہ اس پر ناگوار گزرے غیبت کہلاتی ہے۔ غیبت جیسے مہلک مرض سے بچانے کیلئے پروردگار نے نہایت عمدہ تمثیل کے ساتھ تنبیہ فرمائی:

﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا

فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحجرات:49: آیت:12)

''اورتم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔کیا تمھارے اندر کوئی ایسا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ سوتم اس سے گھن کھاتے ہو(اس سے توبہ کرو)اوراللہ سے ڈرتے رہو۔یقیناًاللہ بڑا توبہ قبول فرمانے والا اورابدی رحم فرمانے والا ہے۔''

جیسی کراہت مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے ہے ویسی ہی کراہت اپنے بھائی کی غیبت سے بھی ہونی چاہیئے۔بطورعبرت آپ ﷺ کی درج ذیل خبر پر بھی غورفرمالیں:

''معراج کے دوران میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے،جن سے وہ اپنے چہروں اوراپنے سینوں کونوچ نوچ کر زخمی کررہے تھے۔میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کا گوشت کھاتے تھے(یعنی ان کی غیبت کرتے تھے)اورانکی عزتوں سے کھیلتے تھے۔''

(ابوداؤد کتاب الجنائز،صحیح)

<u>بداخلاقی:</u> بداخلاقی اور جھگڑا بھی دوسروں کیلیئے اذیت اورانکے امن وسکون کی حق تلفی کا باعث ہے۔اسکے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

''جھگڑالو اور بداخلاق آدمی جنت میں نہیں جائے گا۔''

(ابوداؤد کتاب الادب،سندہ صحیح)

اسی طرح بدکاری کرنا، بدعہدی کرنا،کسی کی عزت کو پامال کرنا..............وغیرہ بھی بالواسطہ طور پرظلم کی شکلیں ہیں۔

<u>زبان اورعمل:</u> اخلاقیات ومعاملات کا یہ مشکل امتحان دوشکلوں میں ہوتا ہے یعنی'زبان'اور'عمل' سے۔عمل کوتو قابوکرنا نسبتاً آسان ہے لیکن زبان کوقابوکرنا بہت مشکل کام ہے۔زبان کے ذریعے درج شکلوں میں لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے:

جھوٹ، بدکلامی، گالی گلوچ، غیبت، چغلی، بہتان تراشی، عیب،طعنہ زنی، تمسخر،لعنت......وغیرہ

عدل کیسے نصیب ہو؟ ظلم و ناانصافی سے بچنے اور عدل وانصاف پر قائم رہنے کا واحد حل یہی ہے کہ: اخروی محاسبہ کا خوف تر و تازہ رکھا جائے۔رب کے روبرو پیشی کو یاد رکھا جائے۔دوزخ کی ہمیشہ کی آگ سے خوف کھایا جائے۔فیصلے کے دن کے انجام سے ڈرا جائے۔آخرت کا یقین دل میں جگہ پکڑ گیا تو انشاء اللہ ناانصافی سے بچنا آسان ہو جائے گا۔اگر آخرت پیش نظر نہ رہ سکی تو دنیوی مفادات کی حرص و لالچ عدل پر قائم نہ رہنے دے گی۔

## فوراً توبہ کرلیں

عدل وانصاف کے حوالے سے اگر آپ کو بات سمجھ آگئی ہے تو فوراً تائب ہو جائیں۔جس کسی کی حق تلفی کی ہے اس سے معاف کروا کر عدل وانصاف کو لازم پکڑ لیں۔ایسا نہ ہو کہ اسی حالت میں موت آجائے اور وہاں بڑا خسارہ اٹھانا پڑ جائے۔وہاں کوئی معاف نہ کرے گا۔ابھی وقت ہے معاف کروالیں،آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس آدمی پر بھی اپنے (مسلمان) بھائی کا اسکی عزت و آبرو کے متعلق یا کسی اور چیز سے متعلق کوئی حق ہو تو اسے چاہئے کہ آج ہی (دنیا میں) اسکا ازالہ کر کے اس حق سے عہدہ برآ ہو جائے،قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں ازالے کیلئے کسی کے پاس دینار و درہم نہیں ہوں گے۔اگر اسکے پاس عمل صالح ہوں گے تو وہ اسکے ظلم کے بقدر لے لئے جائیں گے۔اور اگر اسکے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو (حق والے کی) برائیاں لے کر اس پر لاد دی جائیں گی۔“ (بخاری المظالم،رقم:2449)

اللہ تعالیٰ ہمیں حرص و لالچ اور حق تلفی سے بچ کر عدل وانصاف پر قائم رہ کر زندگی بسر کرنے ، وقتی فائدوں کی بجائے ابدی فائدوں پر نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

پیارے ساتھو! آئیں عبادات کے ساتھ ساتھ اخلاقی ذمہ داریوں کو بھی صحیح معنوں میں نبھانے کا پختہ عزم کریں تا کہ ہم پورے دین کو اپنا کر دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہو سکیں۔

اس تحریر میں اگر کوئی کمی بیشی ہوئی ہو تو، اُسے اللہ اپنے کمال فضل سے معاف فرمائے اور جن

بھائیوں نے تعاون فرمایا اُن کے علم وعمل اور درجات میں اضافہ فرمائے۔اس کاوش کا بہترین اجر میرے پیارے والدین بالخصوص پیاری والدہ محترمہ مرحومہ کوعطا فرمائے اورانکی بخشش اور درجات کی بلندی کا سبب بنائے۔(آمین)

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَ تْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ﴾

اللہ جل جلالہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اِس کی ہدایت دی اگر اللہ جل جلالہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ آئے ہیں۔''

((وما توفیقی الاّ باللّٰہ))

✡✡✡✡✡

# جلدی کریں!

ہماری زندگی اورموت کے مابین ایک غیر یقینی دیوار حائل ہے۔ ہر آن اندیشہ ہے کہ یہ دیوار ٹوٹ جائے اور آخرت کے حقائق ایک بے پناہ سیلاب کی طرح ہمارے اوپر پھٹ پڑیں۔اُس وقت کوئی زور،کوئی ہوشیاری کام نہ آئے گی۔انسان بالکل بے سہارہ ہوکر اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہوگا ۔قرآنی احکامات سے دور،خود ساختہ سوچ،فرقہ واریت اور مسلک پرستی کی بنا پر غلط عقائد وافعال پر گامزن،خواہشات کے رسیا،دنیا کی دلفریبیوں میں گم ،آخرت سے غافل لوگ دائمی جہنم میں ڈال دیۓ جائیں گے۔صرف بچے گا وہ جس نے تعلیمات وحی کو من وعن سمجھا اور من وعن تسلیم کرلیا۔اپنی سوچ،اپنے فرقے ،گروہ،اپنے لیڈرز،اکابرین،امام،پیراور بزرگ حضرات کو حقیقی معنوں میں اللہ اوراسکے پیارے رسول ﷺ کی تعلیمات کے تابع کرلیا۔جس نے صبر کے ساتھ اپنی خواہشات کو قابو کرتے ہوئے،خالق کے سامنے پیش ہونے سے قبل دنیا کی زندگی میں اپنا حساب کرلیا ہوگا۔

اسلئے مکار ابلیس کے فریب سے بچیں اور جلد ازجلد حقیقت تسلیم کر کے اپنی دنیا و آخرت کو بچالیں۔جلدی کریں مہلت کا کچھ بھروسہ نہیں:

''اور (اَے لوگو!) پیروی کرواُس بہترین شے (قرآنِ حکیم) کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اُتاری گئی ہے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔(اَیسا نہ ہو کہ) پھر تم کہنے لگو کہ ہائے افسوس! اُس غفلت پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اُڑانے والوں میں ہی رہا۔یا کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہوجاتا۔یا (قیامت کے دن) عذاب کو دیکھ کر کہنے لگے اَے کاش! کسی طرح مجھے (دنیا میں) دوبارہ بھیج دیا جائے تو میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہوسکوں۔(اللہ فرمائے گا:) ہاں ہاں! بے شک تیرے پاس میری آیات (قرآن) پہنچ چکی تھیں جنھیں تو نے جھٹلایا اور غرور و تکبر کیا اور تو اِنکار والوں میں ہی رہا۔''

(سورۃ الزمر،آیت:59 - 55)

## ﴿حق کی تلاش میں: بطور نمونہ چند مشہور تصانیف سے استفادہ کی لسٹ﴾

| کتاب کا نام | مصنف کا نام | کتاب کا نام | مصنف کا نام |
|---|---|---|---|
| 1۔تفاسیر قرآنی | قریباً ہر مکتبہ فکر کی | 2۔شرح کتب احادیث | مختلف مکاتبِ فکر کی |
| 3۔جاء الحق | مفتی احمد یار خان نعیمیؒ صاحب | 4۔شرح صحیح مسلم/تبیان القرآن | غلام رسول سعیدی صاحب |
| 5۔تفہیم البخاری | غلام رسول سعیدی صاحب | 6۔جملہ تصانیف | ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ |
| 7۔تلاش حق | نجم مصطفائی صاحب | 8۔مزاراتِ اولیاء سے توسل | شاہ تراب الحق قادری صاحب |
| 9۔غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟ | مفتی اکمل قادری صاحب | 10۔ توحید اور شرک | علامہ سعید احمد کاظمی صاحب |
| 11۔حیات النبی، مسئلہ استغاثہ، الانتباہ للخوارج والحروراء | پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب | 12 ۔بزرگوں کے عقیدے | مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب |
| 13۔میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی | ابو کلیم محمد صدیق صاحب | 14۔توحیدِ خالص | الشیخ ابو محمد بدیع الدین راشدی صاحب |
| 15۔الفتح الربانی، فتوح الغیب | پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ صاحب | 16۔جملہ تصانیف | امام محمد غزالیؒ صاحب |
| 17۔کشف المحجوب | سید بن علی عثمان ہجویریؒ صاحب | 18۔رسالہ قشیریہ | امام ابو القاسم قشیریؒ صاحب |
| 19۔جملہ تصانیف | واصف علی واصفؒ، اشفاق احمدؒ | 20۔جملہ تصانیف | پروفیسر خلیل الرحمٰن چشتی صاحب |
| 21۔جملہ تصانیف | علامہ پیر سید نصیر الدین نصیرؒ صاحب | 22۔شرک کیا ہے؟ | محمد عطاء اللہ بندیالوی صاحب |
| 23۔جملہ تصانیف متعلقہ شرک | علمائے عرب | 24۔جملہ تصانیف | پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب |
| 25۔حجۃ اللہ البالغہ | شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ صاحب | 26۔شرک کے چور دروازے | حافظ محمد محمود الحضری صاحب |
| 27۔کلمہ گو مشرک | ابو الحسن مبشر ربانی صاحب | 28۔فضائل اعمال | شیخ زکریا سہارنپوری صاحبؒ |
| 29۔اختلاف اُمت اور صراط مستقیم | مولانا یوسف لدھیانوی صاحبؒ | 30۔جملہ تصانیف | حافظ زبیر علی زئی صاحب |
| 31۔مکتوبات | حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ | 32۔حقیقت التقلید | ابو محمد امین اللہ البشاوری صاحب |
| 33۔حقیقت شرک | مولانا امین احسن اصلاحی صاحب | 34۔صراط مستقیم وعقیدہ مسلم | سید سیف الرحمٰن، روشن صاحب |
| 35۔تلبیس ابلیس | علامہ ابن جوزی صاحب | 36۔شرک کی حقیقت | نور الحسن شاہ بخاری صاحب |
| 36۔شیعت کا مقدمہ | حسن الامینی صاحب | 37۔پھر میں ہدایت پا گیا | ڈاکٹر تیجانی سماوی صاحب |
| 38۔المراجعات<br>39۔آئینِ وہابیت | عبد الحسین شرف الدین موسوی صاحب<br>استاد جعفر سبحانی | 40۔پاکستان کے دینی مسالک<br>41۔امت اسلامیہ کی شیرازہ بندی | جناب ثاقب اکبر صاحبؒ |
| 42۔سیرۃ النعمان | علامہ شبلی نعمانی صاحبؒ | 43۔امام اعظم اور علم الحدیث | مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ |
| 44۔خود سے خدا تک | محمد ناصر افتخار صاحب | 45۔الحفظون | حافظ عبد الوہاب صاحب |

# ہماری دعوت!

وہ مسلمان جنھیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا، موجودہ دور میں انکی حالت تشویشناک ہے۔ مسلمان جدا جدا گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، علیحدہ علیحدہ مساجد اور مکاتب بن چکے ہیں، جو جس گھرانے میں پیدا ہوا یا جس ماحول میں پرورش ہوئی وہی اسکا دین و مذہب بن گیا۔ لوگ اپنے پسندیدہ مسلک اور فرقے کو صحیح جبکہ باقیوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ باہمی نفرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوتا نظر آرہا ہے۔ ان حالات میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ فرقوں سے بالاتر ہو کر سچائی کی بنیاد پر غلط اور صحیح کو واضح کیا جائے اس عزم کے ساتھ کہ:

☆ اللہ کے دین کو مسالک اور فرقوں پر ترجیح دی جائے۔

☆ جس مکتب فکر کی جتنی بات درست ہے اسے تسلیم کیا جائے اور غلط سے بچا جائے۔ صحیح بات جہاں سے بھی ملے اسے بلا چون وچراں تسلیم کیا جائے چاہے وہ ہماری اپنی فکر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ باہمی غلط فہمیوں کو دور کر کے مسلمانوں کے مابین اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے۔

☆ شخصیات کا احترام کیا جائے لیکن اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو کائنات کے تمام لوگوں پر ترجیح دی جائے۔

رب کریم نے ہماری رہنمائی کے لیے فرمایا:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: 103)

ترجمہ: ”تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو“

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَہُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ﴾ (سورۃ الانعام، آیت: 159)

ترجمہ: ”بیشک جنہوں نے دین میں فرقے بنائے اور گروہوں میں بٹ گئے آپ (ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد، پھر وہ انکو بتلائے گا جو وہ کیا کرتے تھے“۔

﴿ آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں ﴾

(ہمارا عزم)

## سچائی کی پیروی

(Email: khidmat777@gmail.com)

## ہماری اہم تحاریر

| کتاب نمبر | ٹائٹل | کتاب نمبر | ٹائٹل |
|---|---|---|---|
| 1 | ہدایت: (ہدایت سے کیا مراد ہے اور ہدایت کیسے نصیب ہوگی؟) | 2 | قرآن مجید کی حاکمیت: (احناف اور مالکیہ کے اُصولِ روایت کی روشنی میں عالمگیر غلط فہمی کا ازالہ) |
| 3 | امت مسلمہ کا اخلاقی زوال: (زوال کی بنیادی وجوہات اور نجات کا یقینی حل) | 4 | قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟ |
| 5 | راہ فلاح کی پہلی بڑی گھاٹی: (دنیا پرستی اور نفس وشیطان کے حجابات پر حقائق) | 6 | رسالت کا حقیقی تصور: (راہِ فلاح کی دوسری گھاٹی: رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی پر آگاہی) |
| 7 | توحید کا جامع تصور: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: شرک کے مقابلے میں توحید پر جامع رہنمائی) | 8 | عبادت کا معنی مفہوم: (تفہیم عبادت پر ایک اہم کتابچہ) |
| 9 | ظلم عظیم پر جامع رہنمائی: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: غلاظتِ شرک پر جامع رہنمائی) | 10 | کائنات سے خالق کائنات تک: (وجود خالق کے حیرت انگیز دلائل) |
| 11 | پردہ: (پردہ کے ضمن میں مرد وعورت کیلئے قرآن وسنت کے احکامات) | 12 | اسلام کا قانونِ طلاق: (یک مجلسی تین طلاق کے ایک یا تین واقع ہونے پر اہم رہنمائی) |
| 13 | طاقتور ابلیسی دھوکے: (مکار ابلیس کی مزین کردہ انتہائی طاقتور چالوں سے آگاہی) | 14 | مجموعہ تحاریر: (مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر کا مجموعہ) |
| 15 | امت اسلامیہ کا اتحاد: (اتحاد ویکجہتی اور فرقہ واریت کی نحوست پر انتہائی اہم تحریر) | | |

## کتابچے (Booklets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم کتابوں کی بجائے کتابچوں کی شکل میں مختصر تحاریر

| | | | |
|---|---|---|---|
| 1 | ایمان ایک زندہ حقیقت (انمول تحفہ) | 2 | زبان سے کلمہ کا اقرار اور نجات کی ضمانت؟ |
| 3 | مقصدِ حیات | 4 | انسانیت کی عظیم ترین آفت (خواہشِ نفس) |
| 5 | بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کی وجوہات؟ | 6 | اوامر ونواہی کی لسٹ |
| 7 | تلاشِ رب (اللہ کے قُرب کا یقینی راستہ) | 8 | تلاشِ خالق (وجودِ خالق کے یقینی دلائل) |
| 9 | توحید (لا الٰہ الاّ اللہ) | 10 | رسالت (محمد الرسول اللہ) |
| 11 | حقوق العباد | 12 | پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل |

## پمفلٹ اور بروشرز

مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر: پمفلٹ اور بروشرز وغیرہ۔

استفادہ کیلئے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

﴿آئیں دنیا وآخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾